تمام امت سے افضل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم

معصوم اَئمہ پر اعتراض

علم الصدق والصفیٰ سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صریح اور واضح وغیرہ مبہم ارشاد کی شان دیکھئے اور روایت بھی تمام تر ائمہ صادقین طاہرین معصومین سے ہے۔ میں انتظار میں ہوں کہ محبت وتولے کے دم بھرنے والے اس فرمان پر کہاں تک ایمان لانے کے لئے تیار ہوتے ہیں؟ ایک عجیب وغریب اعتراض بھی اس روایت پر سن لیں جو شیعوں کے محقق طوسی نے یہ روایت اپنی کتاب تلخیص الشافی میں لکھ کر کیا ہے۔ کہتا ہے کہ روایت بیشک ائمہ کرام سے ہے مگر اس کے راوی ایک ایک ہیں۔ اس لئے اس پر اعتبار نہیں کرنا۔ یعنی امام جعفر صادق صاحب اکیلے اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں اور صرف امام محمد باقر صاحب اپنے والد امام زین العابدین سے روایت فرماتے ہیں اور صرف امام زین العابدین اس روایت کو حضرت علی سے بیان فرماتے ہیں لہٰذا یہ خبر احاد اور نا قابل اعتماد الشیعہ ہے مگر غالباً یہ کہنا بھول گیا کہ صرف حضرت علی خلفائے راشدین کو امام الہدیٰ اور شیخ اسلام اور مقتدیٰ و پیشوا کہہ رہے ہیں اور صرف وہی ان کو اپنے پیارے فرمار ہے ہیں لہٰذا اس پر کیا اعتبار؟

مگر ہم شیعوں کی تسلی کیلئے چودہ آدمیوں سے بیک وقت روایت پیش کرتے ہیں جو کتاب الشافی جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ نجف اشرف میں موجود ہے۔

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبتہٖ خیر ھذہٖ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر وفی بعض الاخبار انہٗ علیہ السلام خطب بذٰلک بعد ما انھی الیہ ان رجلا تناول ابابکر وعمر بالشتیمۃ فدعیٰ بہٖ وتقدم بعقوبتہٖ بعد ان شھدوا علیہ بذٰلک۔ ۱۲

''یعنی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد حضور کی تمام امت میں سے افضل ابوبکر اور عمر ہیں بعض روایتوں میں واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ حضرت شیر خدا حیدر کردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص (غالباً کسی شیعہ نے) حضرت ابوبکر (صدیق) اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی شان میں سے سب بکا ہے جس پر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور اس کے سب بکنے پر شہادت طلب فرمائی (یعنی باقاعدہ مقدمہ چلایا) اور شہادت گزرنے کے بعد اپنے دست حیدری کے ساتھ اس کو واصل جہنم فرمایا اور مبتلاء عقوبات گردانا۔ (شافی و تلخیص الشافی جلد ۲ صفحہ ۴۲۸، مطبوعہ نجف اشرف)۔

تو فتنہ باز ہے

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ایک اور روایت بھی ملاحظہ فرمادیں:

وروی جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہٖ علیھم السلام قال لما استخلف ابوبکر جاء ابوسفیان فاستاذن علٰی علی علیہ السلام قال ابسط یدک ابا یعلک فواللہ لاملانھا علٰی ابی فیصل خیلا و رجلا فانزوی عنہ علیہ السلام وقال ویحک یا ابا سفیان ھذہٖ من

دواهيك وقد اجتمع الناس على ابى بكر ما زلت تبغى الاسلام عوجا فى الجاهلية والاسلام ووالله ماضر الاسلام ذٰلك شيئا مازلت صاحب فتنة۔۱۲

"امام جعفر صادق اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں اور وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں اور وہ اپنے والد (امام زین العابدین) سے روایت فرماتے ہیں کہ جب (حضرت) ابوبکر (صدیق) خلیفہ بنے تو ابوسفیان نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی (اور حاضر ہوا) اور عرض کی کہ آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ خدا کی قسم اس علاقہ کو سواروں اور پیدلوں سے بھر دوں گا۔ (اگر حضور خوف کی وجہ سے خلافت کا اعلان نہیں فرما رہے اور تقیۃً خاموش ہیں) یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے روگردانی فرمائی اور فرمایا کہ ابوسفیان تیرے لئے سخت افسوس ہے یہ خیالات تیری تباہ کاریوں کی دلیل ہیں حالانکہ ابوبکر (صدیق) کی خلافت پر صحابہ کا متفقہ اور اجماعی فیصلہ ہو چکا ہے تو تو ہمیشہ کفر اور اسلام کی حالت میں فتنہ اور کجروی ہی تلاش کرتا رہا ہے۔ خدا کی قسم (صدیق اکبر) ابوبکر کی خلافت کسی طرح بھی اسلام کے لئے غیر مفید نہیں ہو سکتی اور تو تو ہمیشہ فتنہ باز ہی رہے گا۔۱۲

لیجئے جناب! یہ حدیث بھی امام عن امام عن امام عن امام غرضیکہ اس حدیث کی سند بھی تمام ائمہ معصومین پر مشتمل ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کے ساتھ دوسرا شاہد موجود نہیں۔ ورنہ شیعوں کے محقق طوسی ان پر ایمان لا چکے ہوتے کاش! شیعوں کا پیشوا اس بات پر ایمان رکھتا کہ ائمہ ہدیٰ کے ارشاد سے زیادہ اور کوئی چیز قابل یقین اور لائق اعتبار نہیں ہو سکتی۔ اور ان کے ارشاد پر یقین کرنے کے لئے کسی دوسری شہادت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

عمر بزبان علی رضی اللہ عنہم

ایک روایت اور بھی ملاحظہ فرماتے جائیے۔ کتاب الشافی العلم الہدیٰ جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ نجف اشرف۔

وروى جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبدالله لما غسل عمرو كفن دخل على عليه السلام فقال صلى الله عليه ما على الارض احب الى من ان القى الله بصحيفة هذا المستجى بين اظهر كم۔۱۲

امام جعفر صادق، امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جب (امیر المومنین) عمر شہید ہوئے اور ان کو کفن پہنایا گیا۔ تو حضرت علی المرتضیٰ تشریف لائے اور فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ (رحمتیں و برکتیں) ہوں تمام روئے زمین پر میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ میں اللہ سے ملوں اور میرا اعمال نامہ بھی اس کفن پوش کے اعمال نامہ کی طرح ہو جو اس وقت تمہارے سامنے موجود ہے۔۱۲

سبحان اللہ! مولیٰ مرتضیٰ تو ان کے اعمال نامہ کے ساتھ رشک فرما رہے ہیں اور مدعیان تولی ان کو غاصب اور ظالم کہہ رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کس کی سنیں اور کس کی نہ سنیں؟ مولیٰ مشکل کشاء کو سچا مانیں یا ان مدعیان محبت وتولے کو؟ اس سے زیادہ بھی کوئی تعجب انگیز صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ کتابیں بھی اہل تشیع کی نہایت معتبر اور روایات

شیعوں کی زیرنگرانی اور پھر روایات پر اہل تشیع ایمان نہ لائیں تو کہنا پڑتا ہے کہ فبای حدیث بعدہٗ یومنون۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ سید مرتضیٰ مصنف کتاب شافی کے متعلق ملا مجلسی نے اپنی کتاب حق الیقین صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے کہ ''از اکابر علمائے امامیہ است'' (یعنی شیعوں کے بہت بڑے علماء میں سے ہے) اور ابوجعفر طوسی کے متعلق بھی تمام مجتہدین شیعہ امام الطائفہ لکھتے ہیں۔ اس کی اپنی کتاب بھی اس کے غالی شیعہ ہونے کی تصدیق کرتی ہیں۔

خلفاء ثلاثہ بزبان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب ناسخ التواریخ جلد ۵ کتاب ۲ صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴ (قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

فی ابی بکر (الصدیق) رحم اللہ ابابکر کان واللہ للفقرآء رحیما وللقرآن تالیا وعن المنکر ناھیا وبدینہٖ عارفا ومن اللہ خائفا وعن المنھیات زاجرا وبالمعروف آمرا وبالیل قائما وبالنھار صائما فاق اصحابہٗ ورعا وکفافا وسادھم زھدا وعفافا فغضب اللہ علیٰ من ینقصہٗ ویطعن علیہo

اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے ابوبکر (صدیق) پر کہ اللہ کی قسم وہ فقیروں کے لئے رحیم اور قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت کرنے والے، بری باتوں سے منع کرنے والے، اپنے دین کے عالم، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، ناپسندیدہ اعمال سے ہٹانے والے، اچھی چیزوں کا حکم دینے والے، رات کو خدا سے لولگانے والے، اور دن کو روزہ رکھنے والے تھے تمام صحابہ پر پرہیزگاری اور تقویٰ میں فوقیت حاصل کر چکے تھے دنیا سے بے رغبتی اور پاکدامنی میں سب سے زیادہ تھے پس جو شخص ان کی شان میں تنقیص کرے یا ان پر طعن کرے تو ان کی شان میں تنقیص کرنے والے پر خدا کا غضب۔۱۲

شان فاروقی میں بھی ایک تصریح ملاحظہ ہو (ناسخ التواریخ جلد ۵ کتاب ۲ صفحہ ۱۴۴)

رحم اللہ اباحفص کان واللہ حلیف الاسلام وماوی الایتام ومنتھی الاحسان محل الایمان وکھف الضعفاء ومعقل الحنفاء وقام بحق اللہ صابرا محتسبا حتیٰ اوضح الدین وفتح البلاد وآمن العباد اعقب اللہ من ینقصہ اللعنۃ الیٰ یوم القیامۃo

یعنی اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے ابا حفص عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خدا کی قسم کہ وہ اسلام کے سچے ہمدرد تھے۔ یتیموں کے آسرا تھے۔ احسان کے اعلیٰ مرتبہ پر متمکن تھے۔ ایمان کا مرکز تھے۔ ضعیفوں کی جائے پناہ تھے۔ متقی اور پرہیزگاروں کے ملجاء وماویٰ تھے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت فرمائی۔ جس میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہنے والے تھے یہاں تک کہ دین روشن کیا۔ ملکوں کو فتح کیا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو خوف سے بچا کر امن میں رکھا۔ جو شخص بھی ان کی شان کو گھٹائے وہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے۔۱۲

اسی طرح شان ذی النورین سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ملاحظہ فرماویں۔ (ناسخ التواریخ جلد ۵ کتاب ۲ صفحہ ۱۴۴)

رحم اللہ عثمان کان واللہ اکرم الھفدۃ وافضل البررۃ ھجادا بالاسحار کثیر الدموع عند ذکر النار نھاضا عند کل مکرمۃ سباقا الٰی کل منجیۃ جیبا وفیا صاحب جیش العسرۃ وحموا لرسول اللہ ﷺ فاعقب اللہ من یلعنۂ لعنۃ اللاعنینo

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر اللہ کی قسم وہ رسول اللہ ﷺ کے شریف ترین داماد تھے۔ اور مقدس لوگوں سے افضل تھے۔ بہت تہجد پڑھنے (نماز) والے تھے۔ نارِ جہنم کی یاد کرتے وقت بہت رونے والے تھے۔ ہر بہترین کام میں، ہر نجات دینے والے پہلو کی طرف سب سے زیادہ سبقت کرنے والے تھے۔ غزوہ تبوک میں اسلامی لشکر کی اعانت کرنے والوں کے سردار تھے اور رسول اللہ کے قریبی رشتہ دار تھے جو ان کی شان میں سبأ کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ان لوگوں کی لعنت ہے جو لعنت کرنے والے ہیں۔

ذرا غور فرمائیں

محترم بھائیو! میں خدا کو حاضر و ناظر یقین کرتے ہوئے مذہبی تعصب کو دور کنارر کھ کر محض حق پسندی اور انصاف سے عرض کرتا ہوں کہ ائمہ طاہرین کی اس قدر واضح اور غیر مبہم تصریحات سے انکار کرنا اور ان کی بعید از قیاس تاویلیں کرنا ان کے اصل مفہوم اور معنی سے انحراف کر کے عقل اور صحیح نظر و فکر کے خلاف توجیہیں کرنا صرف اس شخص سے ممکن ہے جو دل سے ان کے ساتھ ایک رائی کے برابر بھی الفت نہیں رکھتا اور اس کے دل میں ان مقربین بارگاہ صمدی کی ذرہ بھر وقعت نہیں۔ صرف زبانی دعویٰ یا محرم کے چند دنوں میں ہنگامہ آرائی ہڈی کے واضح تر احکامات اور ان کے حلفیہ بیانات اور قسمیہ تصریحات کو خلاف واقعہ اور جھوٹ یقین کرنے والا محب اور مومن نہیں ہوسکتا۔

کافی کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنو صفحہ ۹۹ بھی مطالعہ فرماتے جائیے۔

ینادی مناد فی اول النھار الا ان فلاں بن فلان شیعتھم ھم الفائزون وینادی اٰخر النھار الا ان عثمان وشیعتھم ھم الفائزونo

یعنی صبح کو ندا دینے والا ندا دیتا ہے کہ ہوش سے خبردار ہو کر سنو کہ فلاں ابن فلاں اور ان کا گروہ وہی ہیں۔ جو فائز المرام ہیں اور شام کو ایک ندا دینے والا یہ ندا دیتا ہے۔ ہوش سے خبردار ہو کر سنو کہ عثمان اور ان کا گروہ وہی ہیں جو فائز المرام ہیں۔

''فلاں'' سے کون مراد ہیں؟ تو اہل تشیع کی عادت ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اگر ناچار لکھنا پڑ جائے تو ''فلاں'' لکھ کر سبکدوش ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے سائے سے بھی اس طرح بھاگتے ہیں کہ دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے فلاں کہہ دیتے ہیں۔ اہل تشیع نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ یہ طرز اختیار کیا ہے۔ مثلاً کتاب نہج البلاغۃ مطبوعہ ایران۔

جزی اللہ فلانا فلقد قوم الاعو جاج و دوای الجھل اقام السنۃ وخلف الفتنۃ وذھب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا وسبق شرھا ادی الی اللہ سبحانۂ طاعتۂ وتقواہٗ

بحقة رجل وتركهم فى طرق متشعبة لايهتدى فيها الضال ولا يستيقن المهتدیٰ۔ ۱۲

یعنی اللہ تعالیٰ ہی جزائے خیر عطا فرمائے ''فلانے'' کو جس نے کجروی کو قطعی طور پر درست کیا اور جہالت کی مرض کی دوا کی جس نے سنت کو قائم کیا اور فتنہ کو پیچھے دھکیلا۔ دنیا سے پاکدامن اور بے عیب ہو کر گیا۔ بھلائی اور خیر کو حاصل کیا اور فتنہ شر سے پہلے چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی عبادت کما حقہ، ادا کی۔ وہ رخصت ہو گیا اور لوگوں کو اس طرح پریشان حالت میں چھوڑ گیا کہ گمراہ ہدایت نہیں پا سکتا اور ہدایت یافتہ یقین نہیں کر سکتا۔

حضرت امام الائمہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطبے کی شرح میں صاحب بجتہ الحدائق اور ابن ابی الحدید اور منہاج البراعتہ اور لاھجی اورر ابن میثم تصریح کرتے ہیں کہ ''فلاں'' سے مراد عمر ہیں البتہ ابن میثم ابوبکر (الصدیق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی کہتے ہیں۔ الدرة النجفیه میں ہے کہ ابوبکر صدیق مراد ہیں۔

شہید کربلا کی بے خبری؟

نہج البلاغتہ کی یہ شروح متعصب اور غالی اہل تشیع نے کی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ صاحب بجتہ الحدائق اس خطبے کی شرح میں آخر میں کہتے ہیں شیر خدا نے بطور ''تقیہ'' امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر تعریف فرمائی ہے۔ بہر حال ہم نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی کلام پاک اور ان کا ارشاد گرامی پیش کرنا ہے۔ ان کے مافی الضمیر المنیر کے متعلق خدا جانے اور وہ جانیں شاید امام عالی مقام علیم الصدق والصفا شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقیہ کرنے کا مسئلہ معلوم نہ ہو گا ورنہ جب گھر میں تقیہ ضروری امر تھا تو غربت وسفر میں علی الخصوص عترت معصومین کے ساتھ تو ضرور وہ بھی تقیہ کرتے اور خانوادۂ نبوت کو شہید نہ کراتے اور بامن وامان مدینہ طیبہ تشریف لے جاتے۔ اہل تشیع کو یہ لدنی اور صدری علوم زندہ جاوید ہستیوں کا ماتم منانے اور مقتدایانِ امت کے حق میں سب وشتم بکنے سے حاصل ہو گئے۔

نصیب اپنا اپنا

بھائی یہ تو اپنی اپنی قسمت کی بات ہے۔ اگر باب مدینتہ العلم کا نظریہ، ان کا مذہب، ان کا عقیدہ، ان کی رازداری کا شرف اور ان کے باطنی علوم نہ معلوم ہو سکے تو مظلوم کربلا کو اور ان کے افکار واسرار مافی الضمیر کا علم حاصل ہو گیا تو شیعہ کو مگر

سرد ادند اددست دردست یزید　　　حقا کہ بنائے لاالہٰ است حسین

تقیہ نہ کرنے والے پر جو بے پناہ فتوے اور ان کی تکفیر اہل تشیع کی ام الکتب یعنی کافی کلینی میں موجود ہیں کہ اس کا مستقل باب باندھا ہے، جس کو دیکھ کر الامان والحفیظ بے ساختہ منہ سے نکل جاتا ہے اور اہل تشیع کے صدق وصفا اور ان کی صاف باطنی کی داد دینی ضروری ہو جاتی ہے، جس کا نمونہ عرض کر چکا ہوں۔

حضرت امام حسین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرزند، ان کے شاگرد، ان کے خلیفہ، ان کے فیض یافتہ اور یہ شیعہ حضرات ان تمام نعمتوں سے محروم تو پھر یہ نعمت عظمیٰ ان کو نصیب ہو گئی کہ باطنی علوم سے صرف اور صرف یہی فیض حاصل کر سکے اور امام (معاذ اللہ) محروم رہ گئے تلك اذا قسمة ضیزیٰ۔

بہر حال ہم ظاہر بینوں کی مدعیان محبت وتولی کی انتہائی معتبر کتابوں میں ائمہ طاہرین معصومین صادقین کی سند سے جو روایات پہنچی ہیں۔ ہم تو انہی پر اکتفا کرتے ہوئے گزارش کرنے کے اہل ہیں اور امام عالی مقام شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظاہری طرز عمل اوران کی ظاہری تعلیم کو اہل بیت کرام کے صدق وصفا کا علم سمجھتے ہیں اوراسی پر قناعت کر سکتے ہیں۔ میدان کربلا کا ذرہ ذرہ ہمیں جس صاف باطنی اور غیر خدا کے خوف سے بے دھڑک ہو کر صدق بیانی کی طرف بلاتا رہے گا۔ ہم تو بھائی اسی کو شیر خدا کا نظریہ یقین کرتے رہیں گے اور جب تک روضہ اطہر کو میدان کربلا میں دیکھتے رہیں گے ہماری آنکھیں تو کسی دوسرے صدری علم کو دیکھ نہیں سکتیں۔ اپنی اپنی استعداد ہے۔

شیر خدا بیعت کرتے ہیں

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات اور وہ بھی ائمہ معصومین کی سند کے ساتھ۔ آپ ان کا نمونہ تو دیکھ ہی چکے۔ اب ہم آپ کو شیر خدا کا طرز عمل بھی پیش کرتے ہیں۔ ناسخ التواریخ جلد۲۔ صفحہ۴۳مطبوعہ ایران۔

"پس از ھفتاد شب باابوبکر بیعت کو دو برایتے پس از شش ماہ باابوبکر بیعت کرو"

یعنی ستر دنوں کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت ابوبکر کے ساتھ بیعت کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور ایک روایت میں ہے کہ چھ ماہ کے بعد بیعت کی۔

ہاں جی ضرور کی، اگر چھ سال کے بعد ہی بیعت کرتے تو بھی اس کو بیعت کرنا ہی کہا جاتا۔ اب اس تاخیر کے اسباب تو اس واقعہ کو تیرہ سوسڑسٹھ سال ہوگئے ہیں۔ جو راوی دو ماہ دس دن سے کھینچ تان کر چھ ماہ تک لے جاسکتے ہیں۔ وہ ایک آدھ دن سے دو ماہ تک بھی لے جاسکتے ہیں۔ دوسرا چھ ماہ کے عرصہ تک جس نے کربلا کا سامان مہیا نہیں فرمایا اور آخر پورے غور وخوض کے بعد بیعت ہی کو اختیار فرمایا۔ انہی کی رائے عالی صائب تھی۔